Daily Sahafat Delhi
22-10-2024
روزنامہ صحافت
18 ربیع الثانی 1446ھ

اسلم جمشید پوری کے ساتھ ساہتیہ اکادمی میں کتھا سندھی پروگرام کا انعقاد

نئی دہلی، (صحافت بیورو): ساہتیہ اکادمی کے زیر اہتمام آج شام رویندر بھون میں ممتاز اردو افسانہ نگار پروفیسر اسلم جمشید پوری کے ساتھ کتھا سندھی پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس پروگرام کے تحت ملک کے بلند پایہ فکشن نگار کو مدعو کیا جاتا ہے جس میں اُن کی تخلیقی سفر پر گفتگو ہوتی ہے، ساتھ ہی اُن سے کوئی منتخب افسانہ پیش کرنے کی گزارش کی جاتی ہے بعدازاں سامعین کو سوال کرنے کا موقع بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ تقریب میں پروفیسر اسلم جمشید پوری نے بتایا کہ اُنھیں افسانے پڑھنے کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ جب اُن کے والد کہیں باہر جاتے تو اپنے ساتھ فکشن کی کتابیں خرید کرلاتے جنھیں وہ پوری دلجوئی سے پڑھتے۔ اُنھوں نے ابن صفی کو بہت پڑھا اور پھر اُنھیں لکھنے کا بھی شوق پیدا ہوا۔ ابتدائی دور میں وہ کہانیاں لکھتے اور میگزین کو بھیج دیتے۔ اس طرح ایک دن اُن کی کہانی 'نشان' شائع ہوگئی جو اُن کی پہلی کہانی ثابت ہوئی۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ اُن کا آبائی وطن بلند شہر ہے لیکن اُن کے والد جمشید پور میں رہتے تھے جہاں اُن کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بھی یہیں حاصل کی۔ اردو پڑھنا لکھنا یہیں سیکھا۔ اسی لیے وہ اپنے نام کے ساتھ جمشید پوری لگاتے ہیں۔ 1992 تک جمشید پور میں رہائش پذیر رہنے کے بعد وہ دہلی چلے آئے اور پھر میرٹھ یونیورسٹی میں شعبۂ اردو سے منسلک ہوگئے جہاں اب وہ صدر شعبہ ہیں۔ اُن کا پہلا افسانوی مجموعہ 'افق کی مسکراہٹ' کے نام سے 1997 میں شائع ہوا، اسی سال بچوں کے لیے کہانیوں کا مجموعہ 'ممتا کی آواز' بھی منظر عام پر آیا۔ افسانوی مجموعہ 'اردو فکشن کے 5 رنگ' نے کافی مقبول ہوا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُن کی کہانی 'لینڈرا' بھی بہت پسند کی گئی جس کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا اور اس طرح اُن کی شناخت بین الاقوامی سطح پر ہوگئی۔ اس پر تحقیق کا کام بھی ہوا۔ پروفیسر اسلم جمشید پوری نے آگے بتایا کہ وہ انھوں نے پریم چند، کرشن چندر، منٹو اور عصمت کو بہت پڑھا ہے جسکا اثر اُن کی کہانیوں پر صاف نظر آتا ہے۔ انھوں نے اپنی کہانیوں میں پریم چند کو نئے زاویے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج کی شام اُنھوں نے 'گئودان سے پہلے' نام کی اپنی عمدہ کہانی پیش کی جسے سامعین نے خوب پسند کیا۔ اس پر اظہار خیال کرنے والوں میں چندر بھان خیال، فاروق بخشی، پرویز شہریار اور ابوظہیر ربانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس محفل میں میرٹھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے اساتذہ کے علاوہ کئی طلبا شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ دہلی و اطراف کے اردو شائقین کی بڑی تعداد موجود تھی۔